ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

ماخذ تحقیقی مجلہ

سفینہ بیگم

پی ایچ ڈی اسکالر، گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی، فیصل آباد

ڈاکٹر طاہرہ اقبال

پروفیسر، پروفیسر شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی، فیصل آباد

معاصر ناقدین کی نظر میں وزیر آغا کے مقام و مرتبے کا تعین

(چند اہم وزیر آغا شناس)

Safina Begum
Ph.D Scholar, Govt. College Women University Faisalabad.
Prof. Dr. Tahira Iqbal
Professor, Department of Urdu, Govt. College Women University, Faisalabad.

The place of Dr. Wazir Agha in the view of his contemporaries and Critics (Some Important lovers of Dr. Wazir Agha)

Dr. Wazir Agha performed great deeds in poetry, criticism and literary journalism. He is included in one of those literary personalities of present age whobecom recognition of their age. A research and critical study has been given of whatever has been written on his thinking and creativity. It includes books, treatises, magazines, essays and research thesis. The place of Dr. Wazir Agha in the view of his contemporaries and critics. An effort is made to determine the status and place of Dr. Wazir Agha in the view of some important lovers of Dr. Wazir Agha namely Dr. Anwar Sadeed, Dr. Haroon-ur-RasheedTabassum and Dr. AbidKhurshid, Dr. Manazir Ashiq Harganvi, Dr. Nasir Abbas Nayyar.

Key Words: *Dr. Wazir Agha, Literary personalities, critics, status, important, lovers.*

وزیر آغا ۱۸ مئی ۱۹۲۲ء بمطابق ۲۱ رمضان المبارک ۱۳۴۰ ہجری بروز جمعرات [۱] وزیر کوٹ میں پیدا ہوئے۔ وزیر آغا نے شاعری، انشائیہ، تنقید اور ادبی صحافت میں جو کارہائے نمایاں سر انجام دیے وہ قابل ستائش ہیں۔ وزیر آغا ان خوش قسمت ادیبوں میں سے ہیں جن کے فکر و فن پر اب تک متعدد مقالات لکھے جا چکے ہیں۔

متعدد مقالات میں ان کے تصورات و نظریات کو سراہا گیا تو ان پر واشگاف الفاظ میں تنقید بھی کی گئی۔ اثبات و اختلاف کی اس چکا چوند میں وزیر آغا ہمیشہ آگے کی طرف بڑھتے رہے اور قلم سے اپنا رشتہ برقرار رکھا۔ چنانچہ وہ ایسے صاحبِ نظر مفکرین میں شمار ہوتے ہیں جن کی تحریریں ادبا کو فکری سطح پر متحرک کرتی ہیں اور ان کا ادب وزیر آغا کے اٹھائے ہوئے مباحث کی روشنی میں اپنا سفر جاری رکھتا ہے۔

وزیر آغا کی ادبی خدمات روزِ روشن کی طرح عیاں ہیں۔ ان کے علم و ادب سے گہری وابستگی اس قدر توانا تھی کہ اس وابستگی نے ایک پورے عہد کو متاثر کیا۔ اردو ادب کو نئے جہانوں سے آشنا کرنے والے ڈاکٹر وزیر آغا نے آخری سانس تک اس کی آبیاری کی۔ وزیر آغا کی بہت سی تصانیف کا مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ ان کے کام کے حوالے سے غیر ملکی ادبا اور دانشوروں کی انتہائی قابلِ قدر آرا نے نہ صرف وزیر آغا کی صلاحیتوں کا اعتراف کیا ہے، بلکہ ایک پورا عہد ان کی تخلیقات سے فیض یاب ہوا ہے۔ انھوں نے ہر لمحے سے خراج وصول کیا۔ ان کی تحریریں ان کے نظریات کی ترجمان ہیں۔ ان کی تحریروں میں فکر و معنی کا پورا جہاں آباد ہے۔ معاصر ناقدین نے ان کے فکر و فن کی تحسین کے لیے بہت سی کتب بھی لکھیں۔ ان کتب میں وزیر آغا کی خدمات کو زبردست خراجِ تحسین پیش کیا گیا۔

شناسی کا مقصد کسی تخلیق یا تخلیق کار کو سمجھنا ہے اس میں صرف موافقت ہی شامل نہیں ہوتی بلکہ مخالفت بھی شناسی کے زمرے میں آتی ہے۔ اگر کوئی مخالفت، تنقید یا گرفت کرتا ہے، غلطیاں پکڑتا ہے اس کا مطلب ہے۔ اس نے عمیق نظری سے مطالعہ کیا ہے۔ اس لیے ان کے خلاف لکھنا بھی وزیر آغا شناسی ہی ہے۔ ڈاکٹر وزیر آغا ایک متنازع شخصیت ہیں ان کی مخالفت میں بہت کچھ لکھا گیا۔ وزیر آغا کی شخصیت بہر حال اس لیے اہمیت کی حامل ہے۔ کہ جہاں جہاں اردو لکھی اور بولی جاتی ہے وہاں لوگ دو گروہوں میں تقسیم ہیں۔ ایک "فنون گروپ" جس کے سرخیل احمد ندیم قاسمی ہیں اور دوسرا گروپ "دبستان سرگودھا" کا ہے جس کے سرخیل ڈاکٹر وزیر آغا تھے۔ "فنون گروپ" ڈاکٹر سلیم اختر، عطاء الحق قاسمی، وارث علوی، ڈاکٹر طاہر تونسوی، امجد اسلام امجد، فتح محمد ملک، قتیل شفائی وغیرہ پر مشتمل تھا۔ فنون گروپ نے وزیر آغا کے خلاف لکھا اور یہ بااثر گروپ تھا۔ جب کہ دبستانِ سرگودھا" میں سجاد نقوی، حیدر قریشی، مناظر عاشق ہرگانوی، رفیق سندیلوی، جمیل آذر، آصف فرخی، بشیر سیفی، ناصر بغدادی، سرمد صہبائی، غلام حسین ذوالفقار، اکبر حمیدی، رشید قیصرانی، سہیل بخاری، اظہر جاوید، سید ضمیر جعفری، بلراج کومل، راغب شکیب، منشا یاد، مرزا ادیب، عارف متین، جون ایلیا، رشید امجد شامل ہیں۔

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

اوراق کے حوالے سے لسانیات کے گروپ کے لوگ ڈاکٹر گوپی چند نارنگ، ناصر عباس نیر، شمس الرحمٰن فاروقی، ڈاکٹر وزیر آغا کے حق میں جدید تنقید کے مباحث میں حصہ لیتے تھے۔

یہ ناممکن ہے کہ سب لوگ ایک طرح سے سوچیں، سوچ کا یہ فرق گروہ بندیوں کو جنم دیتا ہے۔ جس کا شکار دنیا بھر کا ادب ہے۔ اردو ادب میں بھی سوچ کے تفاوت کی وجہ سے بہت سے گروپ بن گئے۔ کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ ادب برائے ادب ہونا چاہیے اور بعض ادب کو زندگی کی حقیقتوں کا ترجمان سمجھتے تھے اسی طرح کچھ لوگ داخل کی کیفیات کا اظہار عین ادب سمجھتے ہیں اور کچھ کے خیال میں خارج ادب کا محرک ہے۔ روایت پرستی اور جدت بھی گروہ بندی کی وجہ ہیں اسی طرح بعض اوقات شخصیات کے نام پر بھی گروہ بندی ہو جاتی ہے۔ ماضی میں ناسخؔ اور آتشؔ کے نام پر گروہ بن گئے اور آج وزیر آغا اور احمد ندیم قاسمی کے نام پر ادبی لوگ تقسیم ہو گئے ہیں۔

جب کوئی تخلیق کار کسی نظریہ سے متاثر ہوتا ہے تو وہ اس کا تخلیقی رجحان بن جاتا ہے بیسویں صدی کے رجحانات میں جدیدیت مابعد جدیدیت، ساختیات پس ساختیات جیسے رجحانات منظر عام پر آئے ان رجحانات میں سے ڈاکٹر وزیر آغا نے جدیدیت کو اہمیت دی۔ نئے رجحانات میں علامتی انداز کو "اوراق" اور ڈاکٹر وزیر آغا نے اپنایا اور مقبول دوام بخشا۔

ا۔ ڈاکٹر انور سدید بحیثیت وزیر آغا شناس

ہمارے ادب کا یہ المیہ رہا ہے کہ یہاں ادیبوں کی زندگی میں ان پر نہ ہونے کے برابر کام ہوتا ہے اور موت کے ساتھ ہی ان خوبیوں کی تلاش و شمار کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ چند خوش قسمت ادیب ایسے ضرور ہیں جن کی زندگی میں ہی انھیں خراج تحسین پیش کیا گیا۔ ڈاکٹر انور سدید وہ عظیم شخصیت ہیں جنھوں نے وزیر آغا جیسی غیر آفرین ادبی شخصیت کی زندگی میں ہی ان کے بارے میں پر مغز کتب لکھ کر ادب میں ان کے مقام و مرتبے کے تعین میں اہم کردار ادا کیا۔ علاوہ ازیں وزیر آغا کی رحلت کے بعد بھی انور سدید نے وزیر آغا کے بارے میں کتابیں لکھنے کا کام جاری رکھا۔ وزیر آغا شناسی ڈاکٹر انور سدید کا پسندیدہ موضوع ہے۔

وزیر آغا پر پہلی کتاب انھوں نے "وزیر آغا۔ ایک مطالعہ" کے عنوان سے ۱۹۸۲ء میں لکھی جو کہ وزیر آغا کی ساٹھویں سالگرہ پر ان کی نذر کی۔ دوسری کتاب ۱۹۸۹ء میں "شام کا سورج" ان کی چھیاسٹھویں سالگرہ پر بطور ہدیہ عقیدت پیش کی۔ یہ دونوں کتابیں "ریفرنس بکس" کا درجہ رکھتی ہیں۔ وزیر آغا کے خطوط انور سدید کے نام سے بھی آپ نے ان کے (۸۹) نواسی خطوط کا مجموعہ مرتب کیا۔ جو کہ ۱۹۸۵ء میں منظر عام پر آیا۔ ۲۰۱۵ء میں بھی "یاد

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

نامہ۔۔۔وزیر آغا" کے عنوان سے ایک کتاب شائع کی۔ الغرض ان کی تحریروں کا مرکز، ان کے مربی وزیر آغا ہی رہے جن کی ادبی شخصیت کے ہر گوشے پر وہ روشنی ڈالتے رہے۔

"ڈاکٹر وزیر آغا۔۔۔ایک مطالعہ " ایک تو اس سبب سے کہ یہ وزیر آغا کی نسبت لکھی گئی۔ دوسرے اس سبب سے کہ کتاب بڑی محنت اور بڑی محبت سے لکھی گئی ہے۔ آج کل یہ متاع مفقود ہوئی جاتی ہے۔ محبت ہو تو محنت نہیں ہوتی، محنت ہو تو محبت سے خالی ڈاکٹر وزیر آغا پر یہ کتاب فی الحقیقت نادر ہے۔ اس لحاظ سے آپ نے وزیر آغا کے فکر و ادب کو بڑی وضاحت سے پیش کر دیا۔ وزیر آغا کے سلسلے میں انور سدید کا مطالعہ منفرد، ادبی اور تاریخی نوعیت کا حامل ہے۔ ہمارے ہاں صرف مختصر مضامین لکھنے کا رواج ہے کیونکہ یہ آسان راستہ ہے۔ انور سدید نے کٹھن راستہ اختیار کیا۔ ایک مکمل کتاب، ایک مکمل مصنف پر لکھتے ہوئے آپ نے سائنسی طریق کار کی سرد مہری اور جذباتی طریق کار کی تمازت کاری سے کم و بیش اپنے آپ کو محفوظ رکھتے ہوئے متوازن اندازِ نظر سے وزیر آغا کی پوری ادبی شخصیت کو پیش کیا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے۔

"یاد نامہ۔۔ ڈاکٹر وزیر آغا" در اصل انور سدید کی ممدوح سے اپنے تعلق خاطر کی مختلف جہات سے قارئین کو متعارف کراتی ہے۔ اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں ایک بڑا ادیب اپنے عہد کے دوسرے بڑے ادیب کی صلاحیتوں کا اعتراف نہایت عمدہ اور والہانہ انداز میں کرتا ہے۔ اردو ادب کی تحریکوں کی طرح انور سدید بھی اپنی ذات میں ادب کی ایک ایسی تحریک تھے۔ جن کے بغیر اردو تنقید کی تاریخ مکمل نہیں ہو سکتی۔ ڈاکٹر انور سدید اور وزیر آغا کا تعلق پھول اور خوشبو کا رہا۔ یہی وجہ ہے کہ وزیر آغا کے وصال ۷ ستمبر ۲۰۱۰ء کو انور سدید نے کہا: "یوں لگتا ہے کہ وزیر آغا نہیں بلکہ میں مر گیا ہوں، بعد ازاں ایک انٹرویو میں گویا ہوئے "کاش میری زندگی وزیر آغا کو لگ جاتی"۔ (۴)

ڈاکٹر انور سدید نے وزیر آغا کے فکر و فن کی تفہیم کے لیے گراں قدر خدمات انجام دیں۔ ان کی تمام کتب پر تبصرے اور تجزیاتی جائزے اخبارات و رسائل کی زینت بنتے رہے۔ مزید یہ کہ وزیر آغا کے بارے میں اور ان کی کتب کے بارے میں بلا جواز تنقیدی مضامین کا مدلل جواب دینے میں انور سدید کبھی پیچھے نہ رہے۔ وزیر آغا شناسی میں انور سدید کی اہمیت منفرد اور مسلّم ہے۔

راقمہ ڈاکٹر انور سدید کی وزیر آغا شناسی کے مطالعے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ ڈاکٹر انور سدید ڈاکٹر وزیر آغا کے مربی اور دوست تھے۔ اور ڈاکٹر انور سدید نے اپنے محققانہ اور تنقیدی بصیرت کا بھرپور استعمال کرتے ہوئے وزیر آغا شناسی میں اہم کردار ادا کیا ہے اور ایک بہترین وزیر آغا شناس ہونے کا عملی ثبوت دیا ہے۔

۲۔ ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم بحیثیت وزیر آغا شناس

کسی بھی انسان کا ذکر کرنا اور اسے خراج تحسین پیش کرنا قطعاً سہل بات نہیں ہے۔ کیونکہ یہ عمل دریا کو کوزے میں سمیٹنے اور نشیب میں کھڑے ہو کر ہمالہ کی فلک بوس چوٹیوں کو دیکھنے کی مانند ہے۔ بلکہ زندگی ایک تتلی کا سفر ہے۔ کائنات رنگ و بو میں کھلے ان گنت خوش نما، خوش رنگ اور مہکتے پھولوں کے تعاقب میں سالوں کا سفر خارجی اور داخلی کیفیات کا تضاد لیے ادراک و آگہی کی منزلوں کی طرف رواں رکھ کر انسان کو تجربات اور مشاہدات کی دولت سے مالا مال کر دیتا ہے۔

وزیر کوٹ کے باسی وزیر آغا نے زندگی کے حیرت کدے سے جھانک کر اظہار کے ہنر کو حرفوں اور لفظوں پر آزمایا تو ان کی سوچ، ان کا بیان اور ان کی تحریر سماعت اور بینائی سے خراج کے حقدار ٹھہرے۔ انسانوں کی یہ ضرورت سماج میں ادب کے بسنے اور تہذیبوں کے جنم کی وجہ بنتی ہے۔ وزیر آغا محض ایک انسان یا ایک شاعر و ادیب نہ تھے بلکہ ایک ادارہ، ایک تہذیبی مرکز اور تربیت گاہ تھے جن کے ہاں ان گنت تشنگان نے کسب فیض پایا۔

ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم نے وزیر آغا شناسی کو اجاگر کرنے کے لیے دبستان سرگودھا سے چار کتابیں لکھی ہیں۔ ایک "وزیر آغا بطور اقبال شناس"، دوسری "آفتاب ادب۔ ڈاکٹر وزیر آغا"، تیسری "سرگودھا میں وزیر آغا شناسی" اور چوتھی "انور سدید کی وزیر آغا شناسی" کے عنوان سے سامنے آئی۔ ان کتابوں میں ہارون الرشید تبسم نے وزیر آغا کو زبردست انداز میں خراج تحسین پیش کیا۔ سرگودھا کو جہاں ایم ایم عالم پر فخر ہے کہ اس نے ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ کا عالمی ریکارڈ قائم کیا اور چند منٹوں میں بھارت کے آٹھ طیارے مار گرائے۔ وہاں ڈاکٹر وزیر آغا کے ادبی مجلہ "اوراق" نے دنیا بھر میں اردو سے وابستہ شاعروں، ادیبوں کی صلاحیتوں کو آسمان ادب تک پہنچایا۔

ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم نے وزیر آغا شناسی کے حوالے سے منتشر مضامین، منظومات اور تاثرات کو یکجا کر کے وزیر آغا شناسی میں نہ صرف حصہ ڈالا ہے بلکہ وزیر آغا شناسی کا حق ادا کر دیا ہے۔ ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم نے وزیر آغا کے حوالے سے یہ چار کتب "وزیر آغا بطور اقبال شناس"، "آفتاب ادب۔۔۔ وزیر آغا"، "سرگودھا میں وزیر آغا شناسی"، "انور سدید کی وزیر آغا شناسی" لکھ کر وزیر آغا کی روایت کو آگے بڑھانے اور فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا

ہے۔ وزیر آغا پر لکھے گئے منتشر مضامین کو یکجا کر کے ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم نے ایک محقق اور نقاد کا اہم فریضہ سر انجام دیا ہے اور بحیثیت وزیر آغا شناس اپنے آپ کو منوایا ہے۔

۳۔ ڈاکٹر عابد خورشید بحیثیت وزیر آغا شناس

"ڈاکٹر وزیر آغا کا شمار اردو ادب کی ان شخصیات میں ہوتا ہے۔ جنھیں بھلانے کی کوئی بھی شعوری یا غیر شعوری کوشش کبھی کامیاب نہیں ہو سکے گی۔ اس بات کا تعلق وزیر آغا کی دل آویز شخصیت ہی نہیں بلکہ ان کے علمی و ادبی تربیت کے نتائج بھی ان کی زندگی میں ظاہر ہوئے۔ وزیر آغا تاریخ ادب میں روشنی کا وہ منبع ثابت ہوئے، جس نے محض اپنے نظام شمسی، کو منور نہیں کیا بلکہ ان کے فکری نظام سے متصادم نظام بھی ان کی تابناکی سے روشن ہوئے۔ ایسی شخصیت پر لکھنا بجائے خود ایک اعزاز کی بات ہے اور ایسا اعزاز حاصل کرنے والوں میں عابد خورشید بھی شامل ہے۔

ڈاکٹر عابد خورشید ایک شاعر، ایک نقاد، ایک محقق بھی ہے، اس سے ڈاکٹر وزیر آغا کی رحلت پر اپنے تاثرات قلم بند کیے۔ ان کا نہایت اعلیٰ خاکہ لکھا۔ ان کی خواہشات کا ذکر کیا اور عالمی سطح کی ایک علمی شخصیت کے سماجی روپ کو نمایاں کیا۔ ان کی طویل نظموں کا مجمل اور "سلوٹ" کا مفصل جائزہ لیا۔ ان کی تحریروں سے کلچر کے خدوخال تلاش کیے ان کے تخلیقی کارناموں پر سرسری نظر ڈالی اور ان کی شخصیت اور فکر و فن پر ہونے والے کام کی فہرست تیار کی۔ علاوہ ازیں وزیر آغا کے بعد ان پر ہونے والے کام بالخصوص وزیر آغا شناسی کی ذیل میں منصۂ شہود پر آنے والی تیرہ کتب کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا۔ ان تمام چھوٹی بڑی تحقیقی و تنقیدی تحریروں کو جذبہ و احساس کی آنچ نے ایک ایسا تخلیقی لمس عطا کیا ہے، جو بالعموم افسانوی نثر سے مختص ہے، لیکن حیرت ہے کہ پوری کتاب میں کسی مقام پر ابلاغ کا مسئلہ در پیش نہیں۔ دریا کی روانی میں اگرچہ موجوں اور لہروں کے باعث نشیب و فراز آتے ہیں۔ اور کناروں سے ٹکرانے کی وجہ سے شور و شغب بھی اٹھتا ہے۔

وزیر آغا شناسی کے حوالے سے عابد خورشید کی تین کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں۔ "وزیر آغا کی بائیس نظمیں" کے عنوان سے عابد خورشید نے بڑی محنت سے وزیر آغا کی نظموں پر جو مطالعے رقم ہوئے اور جو مختلف جریدوں مثلاً اوراق، کاغذی پیرہن، نردبان، الحمرا، ادب دوست اور ماہ نو میں چھپتے رہے۔ انھیں یک جا کر کے کتابی شکل دی۔ عابد خورشید کی یہ کتابیں ایسا آئینہ ہیں جن میں نظر آنے والا منظر نامہ یکسر مختلف ہے۔ اردو دنیا اپنے اس

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

عظیم ادبی رہنما کے علمی و فکری رجحانات سے غافل نہیں۔ اسی طرح نسل نو کی ذہنی بالیدگی کے نئے منظر نامے کی تشکیل ممکن ہے۔ تحقیقی و تنقیدی میدان میں ان کتابوں کے مندرجات سے خاطر خواہ فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

ڈاکٹر عابد خورشید کا ڈاکٹر وزیر آغا سے ادبی تعلق کی وجہ سے ان کے منظور نظر ہو گئے تھے اور اسی بنا پر ڈاکٹر وزیر آغا نے اپنا سارا ادبی سرمایہ ڈاکٹر عابد خورشید کے حوالے کر دیا تھا۔ ڈاکٹر عابد خورشید اس ادبی سرمایہ سے نہ صرف خود استفادہ کرتے ہیں بلکہ طالبان علم کی پیاس بھی بجھاتے ہیں۔ وزیر آغا پر تحقیقی و تنقیدی کام کے حوالے سے سکالرز اور محققین کو جب بھی کسی کتاب کی ضرورت پڑتی ہے ڈاکٹر عابد خورشید اس میں پیش پیش ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر وزیر آغا شناسی کے حوالے سے بھی وہ رسائل و جرائد میں منتشر مضامین، مکالمات کو یکجا کر کے وزیر آغا شناسی کو فروغ دینے کے ساتھ ساتھ اردو ادب میں فروغ کا باعث بھی ہیں۔ اس حوالے سے ان کی یہ کاوش قابل ستائش ہے۔

۴۔ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی بحیثیت وزیر آغا شناس

ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی نے کشادہ نظری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے عہد کے ایک بڑے نقاد کے نظریات سامنے لانے کی سعی فرمائی ہے۔

ڈاکٹر وزیر آغا پر ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی کی تین تنقیدی کتابیں (ڈاکٹر وزیر آغا اور نئی تنقید، وزیر آغا کی امتزاجی نظریہ سازی اور تنقید کا نیا منظر نامہ اور وزیر آغا) منظر عام پر آچکی ہیں۔ ان کتابوں میں ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی نے وزیر آغا کی نئی تنقید، ساختیاتی اور پس ساختیاتی تنقید کے ساتھ امتزاجی نظریہ سازی پر وزیر آغا کے خیالات کی وضاحت کی ہے۔ ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی کی یہ تنقیدی کتب ان کی کشادہ نظری کا اظہار ہیں۔ اور وہ اپنے عہد کے ایک بہت بڑے نقاد کے نظریات کو سامنے لائے ہیں۔ اس سے پہلے اور کسی نقاد نے اس حوالے سے وزیر آغا کے نظریات کو موضوعِ بحث نہیں بنایا کہ ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی کی طبیعت کا ہی خاصہ ہے۔ ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی نے وزیر آغا کی تنقیدی تھیوری کی تشریح و تعبیر کے حوالے سے ان کی مخالفت اور موافقت میں لکھی جانے والی تحریروں اور مضامین کو ان کتب میں دلائل کے ساتھ رد و قبول کے مرحلے سے گزارا ہے۔ اور بہت سارے غلط حقائق کو منظرِ عام پر لا کر وزیر آغا کی شخصیت پر پڑی ہوئی گرد کو صاف کر دیا ہے۔

ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی نے تنقید میں اولیت کے اعزاز جیسے ثانوی بکھیڑوں میں پڑے بغیر ان کتب میں اس مسئلہ پر بحث کی ہے اور توجہ مبذول کروائی ہے کہ مغرب کی تھیوری کو ان ناقدین نے کہاں تک قبول کیا اور کہاں اختلاف کی صورت پیدا ہوئی ہے ڈاکٹر وزیر آغا کی تنقید کی مختلف قوسوں کا ذکر کرتے ہوئے ان کے تنقیدی

نظریے کی بھی وضاحت کی ہے۔ جو امتزاجی نوعیت کا ہے۔ ڈاکٹر مناظر عاشق ہر گانوی نے ڈاکٹر وزیر آغا کے جمالیاتی تجربے کے رجحان کو نئی تنقید میں سمونے کے حوالے سے بھی بحث کی ہے۔

حاصل مطالعہ یہ ہے کہ وزیر آغا شناسی کے حوالے سے ڈاکٹر مناظر عاشق ہر گانوی کی یہ کتب ڈاکٹر وزیر آغا کی تنقیدی جہت اور تنقیدی تھیوریز کے بارے میں معلومات فراہم کرتی ہیں۔ ڈاکٹر مناظر عاشق ہر گانوی نے ان کتب کے ذریعے وزیر آغا شناسی کا ایک نیا باب رقم کیا ہے۔

ڈاکٹر مناظر عاشق ہر گانوی نے سائنسی نقطہ نظر سے وزیر آغا کے نظریات کی تشریح و توضیح کر کے بحثیت وزیر آغا شناس اپنی ذات کو اجاگر کیا ہے۔

۵۔ناصر عباس نیرؔ بحیثیت وزیر آغا شناس

وزیر آغا شناسی کے حوالے سے ناصر عباس نیر بھی ایک معتبر حوالہ ہیں۔ ناصر عباس نیرؔ اس لحاظ سے منفرد ہیں کیونکہ انھوں نے ایم اے اردو کا تحقیقی و تنقیدی مقالہ بعنوان "وزیر آغا بطور نثر نگار" لکھا ہے۔ اپنے اس مقالے میں ناصر عباس نیرؔ نے بطور محقق اور ناقد کے وزیر آغا کی تنقیدی و تخلیقی نثر کا خوب صورت اور مفصل جائزہ پیش کیا ہے۔ ان کے اسلوب کا تجزیہ ان کی تخلیقی و تنقیدی نثر کی روشنی میں کیا ہے اور وزیر آغا کے تصورِ اسلوب کا اطلاق ان کی تحریروں پر کر کے ایک بہترین ناقد اور محقق ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ ناصر عباس نیرؔ نے وزیر آغا کی نظموں کا انتخاب کر کے ایک کتاب "دن ڈھل چکا تھا اور پرندہ سفر میں تھا" بھی مرتب کی ہے۔ اس مرتبہ کتاب میں ناصر عباس نیرؔ نے وزیر آغا کی نظموں کا گہرا مطالعہ کر کے وزیر آغا کی ذات کے انتشار اور انضباط کو بیان کیا ہے۔ ناصر عباس نیرؔ نے وزیر آغا کی شاعری میں موجود علامات کی تحلیلی توضیح بھی کی ہے۔ ناصر عباس نیرؔ نے وزیر آغا کی نظموں کا تجزیاتی مطالعہ بھی پیش کیا ہے اور اس مطالعہ میں جاننے اور پانے کے ایک ارتقائی اور مربوط عمل کو دریافت کیا ہے۔ ناصر عباس نیرؔ نے وزیر آغا کی نثر اور نظم دونوں حوالے سے ان کے اسلوب کا جائزہ پیش کر کے وزیر آغا شناس ہونے کا ثبوت دیا ہے۔

علامہ رشک ترابیؔ نے ڈاکٹر وزیر آغا کو ایک منظوم خراج عقیدت پیش کیا ہے:

یہ ایک شاعر ونقاد و عہد ساز ادیب
ہے راہ علم و ادب میں جو ہر گھڑی پر دم
خدا کے فضل و کرم سے عطا ہوئے ہیں اسے

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

مزاج خنکی، مہتاب گفتگو شبنم
اسی کی ذات ہے وسعت علی کا سرمایہ
صلاح الدین کے گلشن کا ہے یہ نخل جمیل
اسی کے فیض سے ضو پاش ہے سر محفل
سلیم آغا کے فکر و شعور کی قندیل
یہ بات حق ہے کہ اس عہد بے بضاعت میں
اسی نے بدلا ہے موسم ادب کے گلشن کا
یہ بات اس کے ہم عصروں سے پوچھتا ہوں میں
سفر نصیب ہوا ہے کسے سویڈن کا

یہی وہ شخص ہے دانشوروں کے حلقے میں
ہے اپنا آپ بدل جن کی دور اندیشی
اگرچہ ذات ہے اس کی رئیس ابن رئیس
پسند اس کو مگر ہے طریق درویشی

ہرا بھرا رہے یہ نخل بے عدیل اپنا
ہر اہل بزم کے دل کی یہی تمنا ہے
یہ جس کا چاہ میں ہم آج مل کے بیٹھے ہیں
اسی کا اسم گرامی وزیر آغا ہے
دعائے رشک ترابی حضور حق ہے یہی
رہے جہاں میں چمن آفریں چلن اس کا
اب اس سرد تمنا ہے کونپلیں پھوٹیں
حسین گلوں سے مہکتا رہے چمن اس کا (۳)

حوالہ جات

۱۔ طارق حبیب، کشف ذات کی آرزو کا شاعر (لاہور: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۱۰ء) ص، ۳۵

۲۔ ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم، سر گودھا میں وزیر آغا شناسی، ص ۵۱

۳۔ گل بخشالوی، ڈاکٹر وزیر آغا اہل قلم کی نظر میں (مضامین کا مجموعہ)، کھاریاں: قلم قافلہ ادبی ویلفیر سوسائٹی، ۱۹۹۷ء، ص ۱۰۷ تا ۱۱۰